BLUE VEINS
DIVERSITY. EQUALITY. UNITY.

mundo cooperante

خیبر پختونخوا میں جنسی و صنفی تشدد کی روک تھام کیلئے موجودہ قوانین

دست برداری

یہ کتابچہ سماجی تنظیم بلیو وینز نے لڑکیوں اور عورتوں میں ہنگامی صورتحال جیسے کہ قدرتی افات وغیرہ میں بچپن کی شادی اور دیگر صنفی اور جنسی تشدد سے متعلق قوانین اور امداد فراہم کرنے والے اداروں کے متعلق اگاہی پیدا کرنے کی غرض سے شائع کیا ہے, اس کتابچے میں دی گئی معلومات نہ تو قانونی مشورہ ہے نہ قانونی مشورے کا نعم البدل. صنفی اور جنسی تشدد کی کسی بھی صورتحال میں فوری طور پر مقامی پولیس یا مدد کام کرنے والے اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں سے رجوع کیا جانا ضروری ہے۔

اس حوالے سے کی جانے والی کسی بھی اقدامات کی صورت میں شائع کنندہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

خیبر پختونخوا میں جنسی و صنفی تشدد کی روک تھام کیلئے موجودہ قوانین

دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی ہر سال لاکھوں لڑکیوں اور عورتوں کو مختلف سطح پر جنسی و صنفی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ گزرتے ہر سال کے ساتھ عورتوں اور لڑکیوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کی کئی وجوہات ہیں جیسا کہ قوانین موجود ہونا یا ان پر عمل درآمد نہ ہونا، قانون نافذ کرنے والے اداروں کا مردوں کی طرف جھکاؤ اور سماجی دباؤ، خواتین اور لڑکیوں کو چپ رہنے پر مجبور کرنا، عورتوں اور لڑکیوں کا اپنے بنیادی حقوق اور ملکی قوانین سے بے خبری اور لاعلمی چند بڑی وجوہات میں سے شامل ہیں۔

عورتوں اور لڑکیوں کا جنسی استحصال اور ہراساں کیا جانا ان کی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے جو نہ صرف ان کی حرمت اور عزت نفس کو متاثر کرتی ہے بلکہ ان کے بنیادی حقوق کی نفی بھی کرتی ہے۔ یہ کتابچہ بلیو وینز نے اس نیت سے شائع کیا ہے کہ عوام میں لڑکیوں اور عورتوں کے حقوق سے متعلق آگاہی بہتر ہو سکے اور خواتین کو ماتحت کمتر اور ملکیتی شہر کے طور پر تصور نہ کیا جا سکے۔

عوام الناس میں یہ آگاہی پیدا کرنا ازحد ضروری ہے کہ عورتوں کے خلاف صنفی و جنسی تشدد نہ صرف اخلاقی بلکہ سنگین قانونی جرم بھی ہے جس پر عورتوں سمیت معاشرے کے کسی فرد کو بھی خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔ لڑکیوں اور عورتوں کو یہ سمجھنا اور جاننا چاہیے کہ وہ اکیلی نہیں ریاست، حکومت، قانون نافذ کرنے والے ادارے، سماجی تنظیمیں اور خود مختار کمیشن ان کے حقوق کو یقینی بنانے کے لیے کوشاں ہیں لہٰذا اذیت اور کوفت برداشت کرنے کے بجائے خواتین کو آگے بڑھ کر جراتمندی سے اس کا سامنا کرنا چاہیے تاکہ نہ صرف وہ بلکہ ان جیسی دیگر لاکھوں خواتین بھی صنفی وہ جنسی تشدد اور ہراسانی کی تمام قسموں سے بچ کر ایک باوقار زندگی گزار سکیں۔

تشدد کیا ہے

برتری اور طاقت کا ہر وہ ناجائز استعمال، جس میں تذلیل، استحصال، جوش اور ہتک شامل ہوں تشدد کہلاتا ہے۔ تشدد کی کئی اقسام ہیں جن میں جسمانی، ذہنی سماجی، جنسی و جذباتی تشدد سر فہرست ہیں۔ تشدد کی ہر قسم قابل مذمت اور قابل سزا جرم ہے۔

تشدد کی کی چند بڑی اقسام

خواتین کے خلاف تشدد کی بہت ساری اقسام موجود ہیں جن میں سے چند بڑی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

- گھروں میں عورتوں کی مارپیٹ کرنا، انہیں نفسیاتی اور مالی تشدد کا شکار بنانا
- بچپن اور کم عمری کی شادی
- زبردستی کی شادی جائیداد میں حصہ نہ دینا
- بالغ لڑکیوں کو اپنی مرضی کی شادی سے روکنا
- خواتین اور بچیوں کو جنسی طور پر زیادتی کا شکار بنانا یا ہراساں کرنا
- کام کرنے والی جگہوں پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنا
- عوامی مقامات پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنا
- انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر خواتین کو دھمکانا، ان کی تذلیل یا ہراساں کرنا
- عورتوں کی سرعام بے حرمتی کرنا اور انتقامی طور پر سرعام بے لباس کرنا
- خواتین کی خرید و فروخت اور انہیں بدکاری پر مجبور کرنا
- غیرت کے نام پر خواتین اور لڑکیوں کو قتل کرنا
- بچیوں کو سورہ یا بدلہ صلح میں دینا
- قتل کرنا جلانا یا مار دینا

خواتین پر تشدد صرف مندرجہ بالا صورتوں تک محدود نہیں، ان کے علاوہ بھی تشدد کی کی دیگر اقسام ہیں جو قابل مذمت اور قابل تعزیر ہیں۔

پاکستان اور بچپن کی شادی

پاکستان بھر میں بچپن اور جبری شادیاں عام رواج کے طور پر کی جاتی ہیں لیکن خیبر پختونخوا میں بچپن اور جبری شادیوں کی شرح خطرناک حد تک زیادہ ہے۔ ہیومن رائیٹس کمیشن آف پاکستان کی ایک رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخوا کے بعض اضلاع میں بچپن کی شادیوں کی شرح 74٪ تک ہے جو ایک انتہائی بلند تناسب ہے اور اس کا نتیجہ انسانی حقوق کی پامالی، حق تلفیوں اور اکثر تشدد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

بچپن کی شادیاں بچے اور بچیوں کی جنسی تولیدی صحت، تعلیم جاری رکھنے اور ذاتی تشخص و پسند کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں جس کے گھر اور معاشری پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

خیبر پختونخوا میں شادی سے متعلقہ فیصلے میں عموماً لڑکے اور لڑکی کی مرضی کو بہت کم اہمیت دی جاتی ہے اس لیے بچپن کی شادیاں صوبے و پاکستان بھر میں نہ صرف معاشی، معاشرتی، قانونی اور سماجی مرتبے کی بلندی میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں بلکہ ملک کی مجموعی ترقی کی راہ میں بھی ایک بڑی رکاوٹ کا سبب ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کو ان کی ذات سے متعلق فیصلوں میں اختیار دیا جائے اور انکی زندگیوں کو متاثر کرنے والے معاملات میں ان کی بامقصد شراکت کو یقینی بنایا جائے تا کہ صنفی عدم مساوات امتیازی سلوک تشدد اور غربت کے چکر کو توڑنے میں مدد حاصل ہو اور ایک انسان دوست معاشرہ تشکیل پا سکے۔

شادی یا نکاح کی تعریف

شادی / نکاح وہ شرعی اور قانونی معاہدہ ہے جو مرد اور عورت آزادانہ اور باہمی رضامندی سے ایک خاندان کی بنیاد رکھنے کے لیے کرتے ہیں جس کی تکمیل پر عورت اور مرد میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

شادی اور حقِ انتخاب

نکاح کے لیے لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور وہ اس کا اظہار اپنے والدین / سرپرست سے نکاح سے پہلے یا نکاح کے وقت برملا سکتے ہیں۔ جس کا انہیں قانونی اور شرعی حق حاصل ہے۔ اگر وہ نکاح کے وقت انکار کر دیں تو نکاح جائز نہیں ہوتا لیکن ہمارے معاشرے میں اکثر لڑکیوں کو حقِ انتخاب نہیں دیا جاتا جو آنے والی زندگی میں مصائب اور مشکلات کا باعث بنتا ہے۔

کم عمری اور بچپن کی شادیوں کے محرکات

پاکستان کے مختلف علاقوں میں بچپن کی شادیوں کے مختلف محرکات پائے جاتے ہیں جن میں غربت، ماں باپ کی شادی سے پہلے لڑکیوں کو جسمانی تعلقات سے روکنے کی خواہش، جنسی تشدد سے تحفظ، لڑکیوں کے لیے تعلیم ونوکریوں کا نہ ہونا، لڑکیوں کا صرف ماؤں اور بیویوں کے روپ میں قابل قبول ہونا شامل ہے۔ بچپن کی شادیوں کی براہ راست ذمہ داری صنفی عدم مساوات، فرسودہ روایات، پُرانے رسومات، غلط تصوّرات اور فرسودہ رواجوں سے پدرشاہی معاشرے پر عائد ہوتی ہے۔

لڑکیوں کی دوشیزگی کا خاندانی غیرت کے ساتھ نتھی کیا جانا بچپن کی شادیوں کے لیے ایک مضبوط جواز فراہم کرتے ہیں اور خاندان کے مرد یہ سوچ کر بچیوں کی کم سنی میں شادی کردیتے ہیں کہ لڑکیوں کو جنسی بے راہ روئی سے بچایا جائے اور خاندانی وقار کو بحال رکھا جاسکے۔ اس کے ساتھ یہ تصور بھی کہ لڑکیاں "پرائی امانت" ہوتی ہیں اور لڑکیوں کو ایک نہ ایک دن پرائے گھر چلے جانا ہے۔ والدین اور خاندان کے دیگر افراد کو بچپن کی شادیوں پر اکساتا ہے اور والدین کوشش کرتے ہیں کہ "پرائی امانت" کے بوجھ سے سبکدوش ہو سکیں۔

پاکستان میں بچپن کی شادیوں کا مسئلہ اس لئے بھی نہایت پیچیدہ ہے کہ بعض حلقوں کی جانب سے اِسے مذہبی جواز بھی فراہم کیا جاتا ہے جو پاکستان میں بچپن کی شادیوں کی روک تھام کے حوالے سے قانون سازی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر مائیں کوشش کرتی ہیں کہ بیٹے کی لئے کم عمر لڑکی کی تلاش کر سکیں تاکہ اُس میں تابعداری کی صلاحیت کو پختہ کیا جاسکے اور آسانی سے گھریلو ماحول میں ڈھالا جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی مائیں اپنی بیٹیوں کی جلدی شادیاں کرنا چاہتی ہیں تاکہ ان کے فرض سے سبکدوش ہو سکے اور بیٹیوں کے رشتے نہ ہونے کے معاشرتی دباؤ سے آزاد ہو سکیں۔

مخصوص حالات میں ہونے والی بچپن کی شادیاں

پدرشاہی معاشرے میں بعض اوقات مخصوص حالات میں بچپن اور جبری شادیاں کردی جاتی ہیں جنہیں سندھ میں دنیابدا، پنجاب میں ونی، خیبر پختونخوا اور قبائلی علاقوں میں سوّرہ کہا جاتا ہے اس رسم کے تحت ملزم خاندان، فریقین کے درمیان خونی تنازعہ طے کرنے کے عوض اپنی کم عمر لڑکی یا لڑکیوں کی شادی متاثرہ خاندان میں کردی جاتی ہے۔ اس رسم کا شکار بننے والی بچیوں کو عموماً انتہائی تکلیف دہ ماحول میں رہنا پڑتا ہے جہاں انہیں عموماً دشمن کی بیٹیاں یا رشتہ دار سمجھ کر بُرا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ملک کے بعض علاقوں میں بچیوں کو جائیداد کے حق سے محروم کرنے کے لئے قرآن مجید کے ساتھ ان کی علامتی شادی بھی کردی جاتی ہے تاکہ وہ مستقبل میں نہ تو

بچے پیدا کر سکیں اور نہ ہی جائیداد میں اپنا حق طلب کر سکیں۔

طبّی طور پر ثابت شدہ حیاتیاتی اور جسمانی عوامل کی وجہ سے اوپر دی گئی تینوں وجوہات نوعمر حاملہ ماؤں میں زیادہ پائی جاتی ہیں کہ 20 سال بڑی عمر ماؤں کے ہاں پیدا ہونے والے بچوں کے مقابلے میں نوعمر ماؤں کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کا اپنی زندگی کے پہلے سال میں ہی مر جانے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ چونکہ نوعمر ماؤں اور ان کے جنین دونوں کو اپنی نشوونما کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے تو دوران حمل (خاص طور پر حمل کے پہلے چار مہینوں میں جب ماں اور بچے کی صحت کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے) مناسب خوراک کے نہ ملنے کا نتیجہ اوسط سے کم وزن (2/1 5 پونڈ سے کم) کے بچے کی پیدائش ہوتی ہے اور اس طرح کے بچے بیماریوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ لہذا نوعمر ماؤں کو کم وزنی، وٹامنز کی کمی، خون کی کمی اور تشنج جیسے مسائل کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

خیبر پختونخوا میں خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد کی روک تھام کیلئے موجودہ قوانین

گھریلو تشدد:

خیبر پختونخوا میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد جس میں جسمانی طور پر مار پیٹ، نفسیاتی اور مالی تشدد شامل ہے کے خلاف 2021 میں قانون بنایا گیا ہے جس کے تحت گھریلو تشدد کرنے والے کو پانچ سال قید اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔

بچپن کی شادی

خیبر پختونخوا میں رائج قوانین کے مطابق بچیوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر ۱۶ سال جبکہ لڑکے کی عمر ۱۸ سال تک ہونا لازمی ہے خلاف ورزی کی صورت میں ایک ہزار روپے جرمانہ ایک ماہ تک قید یا دونوں سزائیں سنائی جا سکتی ہیں۔

کام کرنے والی جگہوں پر خواتین کو ہراساں کیا جانا

کام کرنے والی جگہوں پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے خلاف 2010 میں قانون ترتیب دیا گیا ہے جس کے تحت تمام سرکاری و غیر سرکاری اداروں اور کام کرنے والی جگہوں پر اس حوالے سے کمیٹی تشکیل دیا جانا اور قانون سے متعلق معلومات کو دفاتر میں نمایاں طور پر آویزاں کیا کیا جانا لازمی ہے۔ کمیٹی کو اختیار ہے کہ وہ ہراساں کرنے والے شخص کو چھوٹی یا بڑی سزا جس میں جرمانہ یا ملازمت سے برخاست کیا جانا شامل ہے، سنا سکتی ہے۔ ہراسانی کا شکار بننے والی خاتون یا شخص اس حوالے سے خصوصی طور پر قائم کیے جانے والے محتسب کے دفتر سے بھی براہ راست امداد حاصل کر سکتے ہیں۔

جنسی ہراسانی اور تعزیرات پاکستان

تعزیرات پاکستان کی مندرجہ ذیل شقیں خواتین کو جنسی طور پر ہراساں ہونے سے تحفظ فراہم کرتی ہیں:

دفعہ نمبر 294

کے تحت کوئی کوئی فحش لفظ، گانا، اشارہ یا عمل جو دوسروں کے لئے ناراضگی و ہراسانی کا باعث بنے جرم تصور کیا جائے گا جس کی سزا تین ماہ قید، جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 354

کے تحت کوئی جارحانہ عمل جس کا مقصد خواتین کو خوفزدہ کرنا یا ان کی عصمت دری کرنا ہو جرم تصور کیا جائے گا جس کی سزا دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 354-A

کے مطابق اگر کسی جارحانہ عمل کے نتیجے میں اگر کسی خاتون کو سرعام بے لباس کیا جائے اور اس کی بے حرمتی کی جائے اور اس کو لوگوں کے سامنے اسی حالت میں لایا جائے یا سرعام گھمایا پھرایا جائے تو اس کی سزا موت, عمر قید اور جرمانہ ہے۔

دفعہ نمبر 365

کے مطابق اگر کوئی شخص کسی کو حبس بے جا، خفیہ اور خلاف قانون طور پر رکھنے کی نیت سے لے بھاگے تو اس کو سات سال تک قید، جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 365-A

کے مطابق کوئی بھی شخص کسی کو اس غرض سے لے بھاگے کے بھگا لے گئے شخص میں دلچسپی رکھتا ہو، کسی کا کسی کا مال خواہ منقولہ و غیر منقولہ یا کفالت مال کا بلجبر استحصال کیا جائے اور یا پھر کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ بھگا لیے گئے شخص کی رہائی کے لیے کیے گئے مطالبہ خواہ وہ نقد رقم کی صورت میں ہو یا دیگر کسی بھی صورت میں پورا کرے تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا سنائی جاسکتی ہے اس کے علاوہ اس کی جائیداد بھی ضبط کی جاسکتی ہے۔

دفعہ نمبر 366-A

کے مطابق نابالغ لڑکی کی دلالی کرنا سنگین قانونی جرم ہے. اگر کوئی شخص خواہ کسی طریقے سے کسی نابالغ لڑکی کو جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہے اس نیت سے یا اس احتمال کے علم سے کی لڑکی مذکورہ کو کسی اور مرد سے ناجائز جنسی تعلق کے لئے (جبر) مجبور کیا جائے یا پھسلایا جائے اور یا کسی جگہ سے چلے جانے کے لیے یا کوئی جنسی فعل کرنے کے لئے پھسلایا جائے تو وہ سزائے قید کا حقدار ہو گا جس کی معیاد دس سال تک ہو سکتی ہے اور اس کے علاوہ جرمانہ بھی سنایا جا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 366-B

کے تحت جو کوئی پاکستان سے باہر کسی ملک سے پاکستان میں ۲۱ سال سے کم عمر لڑکی کو اس نیت سے یا اس احتمال کے علم سے لائے کہ وہ کسی اور مرد سے ناجائز جنسی تعلق کے لئے لیے مجبور کی جائے یا پھسلای جائے تو اسے سزائے قید دی جائے گی جس کی معیاد دس سال تک ہو گی اور اس کے علاوہ جرمانہ بھی سنایا جا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر 509

کے مطابق کوئی ایسا لفظ، اشارے کنائے یا عمل جس کا مقصد عورتوں کو ہراساں کرنا یا ان کی توہین کرنا ہو سنگین جرم تصور کیا جائے گا جس کی سزا تین سال قید، پانچ لاکھ روپیہ جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 489-A

جائیداد میں حصے کا حق

عورتوں کو غیر قانونی طور پر اپنی جائیداد میں حصہ کے حق سے محروم کرنا قانونا جرم ہے جس کی سزا دس سال تک قید (کم از کم پانچ سال) اور دس لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 310-A

عورتوں کو بدلِ صلح یا سورہ میں دینا

کے تحت عورتوں اور لڑکیوں کو بدلِ صلح، ونی یہ سورہ میں دینا قانوناً جرم ہے جس کی سزا سات سال تک قید (کم از کم تین سال) اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ تک ہو سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 498-B

زبردستی کی شادی

کے تحت کسی لڑکی یا عورت کو زبردستی اور جبر سے شادی پر مجبور کرنا قانوناً جرم ہے جس کی سزا دس سال تک قید (کم از کم تین سال) اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ تک ہو سکتی ہے۔

دفعہ نمبر 498-C

قرآن کے ساتھ شادی

عورتوں کو قرآن کے ساتھ شادی پر مجبور کرنا، اس کا انتظام کرنا یا ایسا کرنے میں سہولت دینا قانوناً جرم ہے جس کی سزا سات سال تک قید (کم از کم تین سال) اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ تک ہو سکتی ہے۔

لڑکیوں عورتوں کے خلاف منفی رسم "غگ" کے خاتمے کا قانون 2013

خیبر پختونخوا حکومت نے لڑکیوں اور عورتوں کے خلاف منفی رسم "غگ" کے خاتمہ کے لئے خصوصی قانون کا اجرا کیا ہے جس کے تحت کسی بھی لڑکی کو اس کی یا اس کی ولی کی مرضی کے بغیر رشتہ یا شادی کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ عوام الناس میں ایسا کوئی بھی اعلان کہ مذکورہ لڑکی سے کوئی اور شادی یا رشتہ نہیں کر سکتا قانون کی سنگین خلاف ورزی ہے جس کی سزا سات سال تک قید (کم از کم تین سال تک قید) پانچ لاکھ روپیہ جرمانہ یا دونوں کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

تیزاب پر حد اور تیزاب سے وابستہ جرائم کی روک تھام کا قانون 2010

یہ قانون عورتوں اور مردوں کو ایسے واقعات سے محفوظ رکھنے کے لیے بنایا گیا ہے جس میں کسی کیمیائی مواد کے ذریعے ان کے چہرے اور جسمانی خدوخال کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس قانون کے تحت کسی کو بھی دانستہ طور پر آگ، گرم آلے، خطرناک شے، تیزاب دھماکا خیز مواد زہریلے مواد سے زخمی کرنا جس سے انسانی جسم کو خطرہ لاحق کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ ان جرائم کے علاوہ ہے جو تعزیرات پاکستان کے علاوہ بھی جرم قرار پاتے ہیں۔

قانون کے تحت بہت سارے جرائم جیسے کہ چولہا پھٹنا، گیس کا اخراج، تیزاب پھینکنا، بجلی کے جھٹکے دینا یا ارادتاً کسی کو زہریلا کیمیائی مواد پلانا جرم ہے جس کی سزا عمر قید، قید بامشقت، پانچ لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں کی صورت میں ہوسکتی ہے۔

دوسرا نکاح / کثیر الازدواجی

پاکستان میں موجود عائلی قوانین کے تحت کوئی بھی فرد پہلی بیوی اور ثالثی کونسل کی باقاعدہ اجازت لیے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتا اور ایسی اجازت حاصل کیے بغیر نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹر نہیں کرایا جا سکتا۔ اجازت حاصل کیے بغیر دوسرا نکاح کرنے والے شخص کو ایک سال تک قید یا پانچ ہزار روپے جرمانہ تک یا دونوں سزائیں سنائی جاسکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ثالثی کونسل ایسے شخص کو حق مہر کی تمام رقم موجودہ بیوی یا بیویوں کو ادا کرنے کا حکم بھی دے سکتی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں خاوند کو گرفتار اور اس کی جائیداد کو فروخت کر کے بھی ایسی رقم کو وصول کیا جاسکتا ہے۔

نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق (NCHR)	091-9211472
بولو ہیلپ لائن	1097
خیبر پختونخوا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر کمیشن	1121
خیبر پختونخوا کمیشن برائے وقار نسواں	091-9216097
ڈائریکٹریٹ جنرل برائے قانون اور انسانی حقوق، خیبر پختونخوا	0800-11180
جائے ملازمت میں جنسی ہراسانی کی روک تھام کے لیے محتسب کا صوبائی دفتر	1083 & 091-9212307-8
پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن	091-9212222
پولیس ہیلپ لائن	15
خواتین پولیس اسٹیشن	8855 & 091 9220128
وِکٹم سپورٹ سروسز خواتین اور بچوں کیلئے	0800-00400
وومن کرائسس سنٹر	091-5892726
ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن	091-9210188
صحت سہولت پروگرام	0800-89898
صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (PDMA)	1700 & 0800 01700
وزارت انسانی حقوق ریجنل آفس پشاور	1099
انسپکٹر جنرل پولیس کمپلینٹ سیل	091 & 0800 00400
ریسکیو	1122
سائبر کرائمز نیشنل ریسپانس سنٹر	1991
کمشنریٹ برائے افغان مہاجرین	091-9217077

صنفی اور جنسی تشدد سے پاک
زندگی ہر انسان کا بنیادی حق ہے،
معاشرے کے تمام کرداروں کی
ذمہ داری ہے کہ اس حق کو یقینی
بنانے کے لئے آواز اُٹھائیں۔

یہ کتابچہ مفت تقسیم کے لیے ہے

contact@blueveins.org /BlueVeinsPak /BlueVeinsPak /BlueVeinsPak